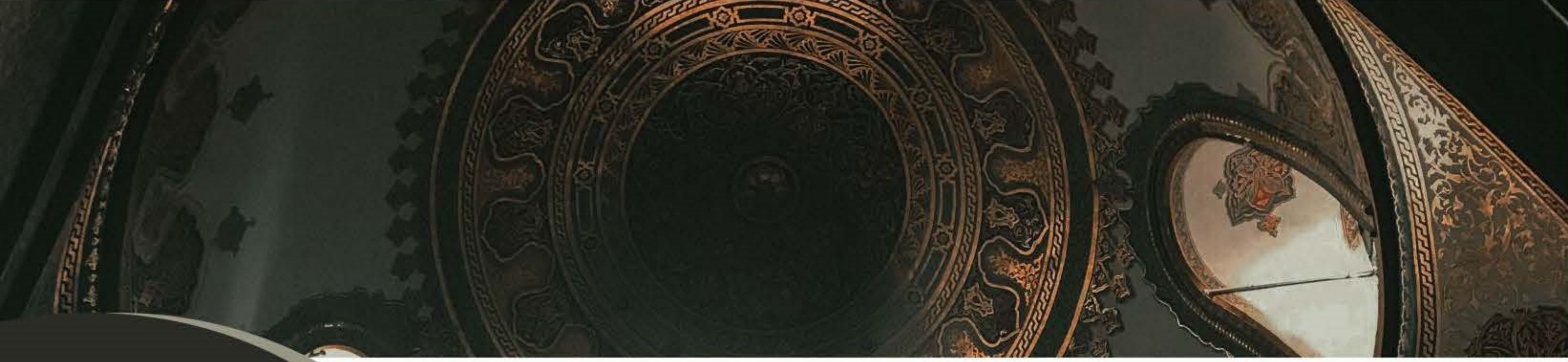


ماھنامہ

حشمت ضیا

مئ
۲۰۲۱ ء
May
2021







مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ

(عرب شریف)

سنیت کا کام کرینگے   فتاوی رضویہ عام کرینگے

ماہنامہ
حشمت ضیا
مئ ۲۰۲۱ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیض رُوحانی

قطب الاقطاب، شہباز لامکانی، غوث الاعظم سیدنا **شیخ عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ

ثم

عمدۃ المتکلمین ابوحامد حجۃ الاسلام **امام محمد غزالی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

زبدۃ العارفین سیدنا **سلطان حاجی بہاؤالدین شاہ اصفہانی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

بادشاہ اسلام فاتح بیت المقدس الناصر **سلطان صلاح الدین ایوبی** علیہ الرحمہ

ثم

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام **علامہ حامد رضا خان** علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت مفتی ادریس رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی معصوم رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت **حضرت علامہ مفتی ناصر رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی فاران رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

از- مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

کوئی کیا جانے جو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو
خدا تو کہہ نہیں سکتے مگر شان خدا تم ہو

تمہارا حسن ایسا ہے کہ محبوب خدا تم ہو
مہ کامل کرے کسب ضیا وہ مہ لقا تم ہو

تمہاری حمد فرمائی خدا نے اپنے قرآں میں
محمد اور محمد مصطفےٰ و مجتبیٰ تم ہو

خدا نے ذات کا اپنی تمہیں مظہر بنایا ہے
جو حق کو دیکھنا چاہیں تو اس کا آئینہ تم ہو

تمہیں باطن، تمہیں ظاہر، تمہیں اوّل، تمہیں آخر
نہاں بھی ہو عیاں بھی مبتداؤ منتہا تم ہو

مرا منہ کیا میں مدح و ستائش میں زباں کھولوں
میرے آقا تم ایسے ممدوح خدا تم ہو

رفعنا سے تمہاری رفعتِ بالا ہوئی ظاہر
کہ محبوبان رب میں سب سے عالی مرتبہ تم ہو

نہ ہوتے تم نہ ہوتے وہ، کہ اصل جملہ تم ہی تو ہو
خبر تھے وہ تمہاری، میرے مولا مبتدا تم ہو

تمہارے چاہنے والوں کی کچھ ایسی محبت ہے
ادھر ہو جائے وہ مولیٰ، جدھر صدر الوری تم ہو

چمک جائے دل نوری تمہارے پاک جلوؤں سے
مٹا دو ظلمتیں دل کی مرے نور الہدیٰ تم ہو

(سامان بخشش، ص ۱۰۷)

خود پسندی کی مذمت اور آفات

از- حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا

''اور وہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے انہیں اللہ تعالیٰ سے بچالیں گے تو اللہ تعالیٰ کا حکم ان کے پاس (وہاں سے) آیا جہاں سے اُن کا گمان بھی نہ تھا''

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اپنے قلعوں اور شوکت پر اترانے کا رد فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

''اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں''

یہ بات بھی عمل پر اترانے کی طرف راجع ہے آدمی بعض اوقات اپنے غلط عمل پر اتراتا ہے جیسا کہ وہ اپنے اچھے عمل پر اتراتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثلاث مهلكات شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه ''تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں لالچ جس کی اطاعت کی جائے خواہش جس کی پیروی کی جائے اور آدمی کا اپنے نفس پر اترانا''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت کے آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ثعلبہ رضی المولیٰ عنہ سے فرمایا: اذا رايت شحا مطاعا وهوى متبعا واعجاب كل ذى راى برايه فعليک نفسک ''جب تم دیکھو کہ لالچ کی اطاعت اور خواہش کی پیروی کی جاتی ہے نیز ہر رائے دینے والا اپنی ہی رائے کو پسند کرتا ہے تو (اس وقت) اپنی فکر کرو''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو باتوں میں ہلاکت ہے ایک نااُمیدی اور دوسری خود پسندی۔ آپ نے ان دو باتوں کو جمع فرمایا کیونکہ سعادت کا حصول، کوشش طلب، محنت اور ارادے کے بغیر ناممکن ہے۔ نااُمید آدمی کوشش نہیں کرتا اور نہ ہی طلب کرتا ہے جب کہ خود پسند شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ خوش بخت ہے اور اپنی مراد کے حصول میں کامیاب ہو چکا ہے اس لیے وہ کوشش نہیں کرتا اور جو کچھ موجود یا محال ہو اس کی طلب نہیں۔ خود پسندی میں مبتلا آدمی کے اعتقاد کے مطابق اسے سعادت حاصل ہوتی ہے اور مایوس و نااُمید شخص کے نزدیک سعادت کا حصول محال ہوتا ہے اس لیے انہوں نے دونوں باتوں کو اکٹھا کیا۔

ارشاد خداوندی ہے، فلا تزكوا انفسكم ''یعنی اپنی پاکیزگی بیان نہ کرو''۔ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم اچھے عمل کرو یہ نہ کہو کہ میں نے عمل کیا۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے نفس کو نیکوکار قرار نہ دو یعنی یہ عقیدہ نہ رکھو کہ وہ نیکوکار ہے کیونکہ یہ خود پسندی ہے۔

حضرت مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر میں رات سو کر اور صبح مزامت کے ساتھ گزاروں تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ رات عبادت میں کھڑے ہو کر صبح خود پسندی میں گزاروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو لم تذنبوا لخشيت عليكم ما هوا اكبر من ذلک العجب العجب ''اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہو

تو مجھے تم پر اس سے بھی بڑے جرم کا خطرہ ہے اور وہ خود پسندی ہے(دو بار فرمایا)''

حضرت بشر بن منصور رحمہ اللہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اور آخرت کا گھر یاد آتا تھا کیونکہ وہ عبادت کی پابندی کرتے تھے چنانچہ آپ نے ایک دن طویل نماز پڑھی ایک شخص پیچھے کھڑا دیکھ رہا تھا حضرت بشر کو معلوم ہو گیا آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا جو کچھ تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس سے تمہیں تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ شیطان لعنتی نے فرشتوں کے ہمراہ ایک طویل عرصے تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر اس کا جو انجام ہوا وہ واضح ہے۔ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا آدمی گناہگار کب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب اُسے یہ گمان ہو کہ وہ نیکوکار ہے۔

جان لو! خود پسندی کی آفات بہت زیادہ ہے کیونکہ خود پسندی تکبر کی دعوت دیتی ہے کیونکہ یہ تکبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے پس خود پسندی سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے بے شمار آفات جنم لیتی ہیں جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے۔ یہ تو بندوں کے ساتھ معاملہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح ہے کہ خود پسندی گناہوں کو بھول جانے اور نظر انداز کرنے کی دعوت دیتی ہے چنانچہ وہ بعض گناہوں کو بالکل ہی بھول جاتا ہے کیونکہ وہ اُن کی تلاش سے بے نیاز ہو جاتا ہے لہٰذا وہ بھلا دیئے جاتے ہیں اور جن گناہوں کو یاد رکھتا ہے اُن کو بھی معمولی جانتا ہے اور ان کو کوئی اہمیت نہ دینے کی وجہ سے اُن کے تدارک کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اسے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن عبادات اور اعمال صالحہ کو بہت بڑا سمجھتا ہے ان پر خوش ہوتا اور ان کی بجا آوری کو اللہ تعالیٰ پر احسان جانتا ہے اور توفیق عمل کی صورت میں ملنے والی نعمت خداوندی کو بھول جاتا ہے پھر جب خود پسندی کا شکار ہوتا ہے تو اس کی آفات سے اندھا ہو جاتا ہے اور جو آدمی اعمال کی آفات سے غافل ہوتا ہے اس کی زیادہ محنت ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہری اعمال جب تک خالص اور آمیزش سے پاک نہ ہو نفع بخش نہیں ہوتے اور آفات کی جستجو وہ آدمی کرتا ہے جس پر خود پسندی کی بجائے خوف غالب ہوتا ہے اور خود پسند آدمی اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر مغرور ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور اس کے عذاب سے بے خوف ہوتا ہے اور اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مقام حاصل ہے نیز وہ اپنے اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر احسان جتاتا ہے حالانکہ یہ توفیق اعمال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کہ عطیات میں سے ایک عطیہ ہے لیکن خود پسندی کی وجہ سے وہ اپنی ذات کی تعریف کرتا اور اس کی پاکیزگی ظاہر کرتا ہے اور جب وہ اپنی رائے، عمل اور عقل پر اتراتا ہے تو فائدہ حاصل کرنے مشورہ لینے اور پوچھنے سے باز رہتا ہے اور یوں اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر بھروسہ کرتا ہے وہ کسی بڑے عالم سے پوچھنا اچھا نہیں سمجھتا اور بعض اوقات اپنی غلط رائے پر اتراتا ہے جو اس کے دل میں گزرتی ہے اور اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کے دل میں یہ خیال آیا اور دوسرے کی آراء کو پسند نہیں کرتا اسی لیے اپنی رائے پر اصرار کرتا ہے کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت نہیں سنتا اور نہ ہی کسی واعظ کا وعظ سنتا ہے بلکہ دوسروں کو یوں دیکھتا ہے کہ گویا وہ جاھل ہے اور اپنی خطا پر ڈٹ جاتا ہے اگر اس کی رائے کسی دنیوی معاملے میں ہو اسے اس پر یقین ہوتا ہے اور اگر اخروی معاملے بالخصوص عقائد سے متعلق ہو تو اس کے باعث تباہ ہو جاتا ہے اور اگر وہ اپنے نفس پر تہمت لگاتا، اپنی رائے پر اعتماد نہ کرتا، نور قرآن سے روشنی حاصل کرتا، علماء دین سے مدد لیتا، علم کے پڑھنے

پڑھانے میں مصروف رہتا اور اہل بصیرت سے مسلسل پوچھتا رہتا تو یہ بات اسے حق تک پہنچاتی۔

تو یہ بات اور اس طرح کے دیگر امور خود پسندی کی آفات میں سے ہیں اسی لیے خود پسندی ہلاک کرنے والے امور میں سے ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ وہ کوشش میں کوتاہی کرتا ہے کیونکہ اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ کامیاب ہو چکا ہے اور اب اسے عمل کی ضرورت نہیں حلانکہ یہ واضح ہلاکت ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت کے لیے حسن توفیق کا سوال کرتے ہے۔

(احیاء العلوم جلد ۳، صفحہ ۸۳۰)

☆☆☆☆☆☆

توبۂ صحیحہ شرعیہ

از: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شئ بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی ووافی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر، سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم وپشیمان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے۔ الخ

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۲۱، صفحہ ۱۲۱)

اک اور جگہ فرماتے ہیں:

اور جہاں والی شرع نہ ہو جیسے ہمارے بلاد، وہاں یہ لوگ تعزیر سے محفوظی پر خوش نہ ہوں کہ یہ خوشی اُن کے گناہ کو ہزار چند کردے گی، بلکہ اس سے ڈریں جس کی حکومت ہر جگہ ہے اور ہر وقت ہر بات پر قادر ہے اور اسی کی طرف پھر کر جانا ہے۔ فوراً صدقِ دل سے تائب ہوں، اور جیسے یہ معصیّت اعلانیہ کی توبہ بھی بالاعلان کریں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا عملت سیئۃ فاحدث عند ھاتوبۃ السربالسر والعلانیۃ با لعلانیۃ خرجہ الامام احمد فی الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر عن معاذبن جبل رضی االلہ تعالیٰ عنہ باسنادحسن۔

"رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کوئی بُرائی کرو تو اس پر توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ ہے تو توبہ بھی خفیہ طور پر کی جائے اور اگر گناہ اعلانیہ ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کی جائے۔ اسے امام احمد نے زہد میں اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے"۔

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۵)

اعلانیہ توبہ کی حکمتیں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

تحقیق حق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جس طرح خود اس کے لئے وہ تعلق ہیں ایک بندے اور خدا میں کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اس کا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذاللہ ناراضی اس کے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق دوسرا بندے اور خلق میں کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم وظالم یا گمراہ کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام وکلام وتعظیم وکرام واقتدائے نماز وغیرہا امور ومعاملات میں اس کے ساتھ انھیں برتا کرنا ہو۔ یوہیں اس سے توبہ کے لئے بھی دو رخ ہیں، ایک جانب خدا، اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کا مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا یہ صحیح عزم، یہ سب باتیں سچی پشیمانی کو لازم ہیں۔ ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الندم توبۃ

''ندامت توبہ ہے''۔ یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو مستلزم ہے اسی کا نام توبۃ السر ہے۔ دوسرا جانب خلق کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کے لائق انھیں احکام دئے گئے اسی طرح ان پر اس کی توبہ ورجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برأت کی طرف مراجعت کریں یہ توبہ علانیہ ہے توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہو سکتا اور گناہ علانیہ کے لئے شرع نے توبہ علانیہ کا حکم دیا ہے امام احمد کتاب الزہد میں بسند حسن اور طبرانی معجم الکبیر اور بیہقی شعب الایمان میں بسند جید سیدنا معاذ بن جبل سے اور دیلمی مسند الفردوس میں انس بن مالک سے موصولا اور امام احمد زہد میں عطار بن یسار سے مرسلا بالفاظ عدیدہ مطولہ ومختصرہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیک بتقوی اللہ عزوجل ماااستطعت و اذکر اللہ عزوجل عند کل حجر وشجر واذا علمت سیئۃ فاحدث عندھا تو بۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ ۔ ھذا لفظ احمد عن معاذ وفی مرسلہ من قولہ اذا عملت سیئۃ الحدیث۔ ولفظ الدیلمی اذا احد ثت ذنبا فاحدث عند توبۃ ان سرا فسر وان علانیۃ فعلانیۃ

اللہ عزوجل سے تقوی لازم رکھ اور ہر پتھر اور پیڑ کے پاس اللہ کی یاد کر، اور جب کوئی گناہ کرے اس وقت توبہ لا۔ خفیہ کی خفیہ اور آشکارا کی آشکارا۔ (یہ حضرت معاذ کے حوالے سے مسند احمد کے الفاظ ہیں اور مسند احمد کی مرسل حدیث بیان کے

قول اذا عملت

(الحدیث) تک الفاظ ہیں اور محدث دیلمی کے الفاظ ہیں) جب تجھ سے نیا گناہ ہو تو فورا نئی توبہ کر۔ نہاں کی نہاں، اور عیاں کی عیاں۔

اقول: وباللہ التوفیق (اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق ہی سے میں کہتاہوں۔) اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں:

اول اصلاح ذات بین کا حکم ہے یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو، یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہ ہوں تو ان کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے۔

دوم جب وہ اسے برا سمجھے ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ وہی معاملات بعد وتنفر رکھیں گے جو بدون کے ساتھ درکار ہیں علی الخصوص بد مذہب لوگ جیسا زید کا حال ہے یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہو گا۔

سوم جب یہ واقع میں تائب ہو لے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔

تو اب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے اور انھیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کر دیتا ہے تو کیوں وہ معاملات رہتے تو لازم ہوا کہ انھیں مطلع کر دے جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اسے خبر دینی ضروری ہے۔

چہارم ایسے گناہوں میں جو بد دینی ہے جیسے صورت مسئولہ میں زید کے وہ کلمات خبیثہ ان میں ایک اور سخت آفت کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ مر گیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں اور بد مذہب کی مذمت اس کے

مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعا واجب ہے تو اہل سنت اسے برا اور بددین اور گمراہ کہیں گے اور ان کے سید ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں زمین میں اللہ عزوجل گواہ بتادیا ہے آسمان میں اس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت توان کی گواہی سے اس پر سخت ضرر کا خوف ہے اور وہ خود اس میں تقصیر وار ہے کہ اعلان توبہ سے ان کا قلب صاف نہ کردیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرماتھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اس کی تعریف کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا: _وجبت_ واجب ہوگئی، ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کی مذمت کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: _وجبت_ واجب ہوگئی، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ کیاواجب ہوگئی۔ فرمایا:

هذا اثنيتم عليه خيرا فوجبت له الجنة و هذا اثنيتم عليه شرا فوجبت له النار انتم شهداء الله فی الارض -رواه احمد والشیخان عن انس رضی الله تعالیٰ عنه۔

”پہلے کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، دوسرے کی مذمت کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی، تم اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو زمین میں، (امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا) ۔“

اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علماء وصلحاء اہلسنت اس کی تجہیز میں شرکت اور اس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کریں گے شفاعت اخیار سے محروم رہے گا، یہ شناعت کیا کم ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ کی پناہ۔)

پنجم اصل یہ کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوہرا گناہ بلکہ اس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل امتی معافی الاالمجاہرین، رواه الشیخان عن ابی ہریرة والطبرانی فی الاوسط عن ابی قتادة رضی االله تعالیٰ عنہما۔

”میری سب امت عافیت میں ہے سوائے ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں (بخاری ومسلم نے حضرت بوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔“

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایزال العذاب مکشوفا عن العباد لما استتروا بمعاصی الله فاذا اعلنوها استر جبوا عذاب النار، رواه فی مسند الفردوس عن المغیرة بن شعبة رضی الله تعالیٰ عنه۔

” ہمیشہ اللہ کا عذاب بندوں سے دور رہے گا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ڈھانپیں اور چھپائیں گے پھر جب علانیہ گناہ اور نافرمانیاں کریں گے تو وہ عذاب کے مستحق اور سزاوار ہوجائیں گے محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا“ ۔

اعلان پر باعث نفس کہ جرأت وجسارت وسرکشی وبے حیائی اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی ندامت وپشیمانی ظاہر کرے گا اور اپنے قول یا فعل یا عقیدہ کی بدی وشناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکساری پیدا ہوگا اس سرکشی کی دوا ہوگا، فکر حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں اور شریعت مطہرہ کی حکمتوں کو کون

حصر کر سکتا ہے ان میں اکثر وجوہ یہ ہوتا ہے کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجدہ میں توبہ کرے مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقا اور بعض صورتیں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو سب میں ادنیٰ درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

کما اجاب علماؤنا تمسک الامام مالک فی اشتراط الاعلان بحدیث اعلنوا النکاح ان من اشہد فقد اعلن کما فی مختصر الکرخی ومبسوط الامام محرر المذہب وغیرھما۔

جیسا کہ ہمارے علماء کرام نے حضرت امام مالک کو ان کے استدلال سے جواب دیا کیونکہ امام مالک نے حدیث؛

اعلنوا النکاح

(لوگو! نکاح کا اعلان کیا کرو) سے نکاح کے لئے اسے شرط قرار دیا ہے ہمارے ائمہ نے فرمایا: جو شخص نکاح پر گواہ بنائیگا تو بلاشبہہ اس نے نکاح کا اعلان کر دیا۔ (گویا حدیث میں اعلان سے تشہیر مراد ہے۔ مترجم) جیسا کہ مختصر کرخی اور مذہب تحریر کرنے والے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبسوط اور ان دو کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔

مگر وہ مقاصد شرح یہاں بے مشاکلت ومشابہت حاصل نہ ہوں گے ولہذا علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح میں لکھا:

احدث عندھا توبۃ تجانسہا مع رعایۃ المقابلۃ وتحقق المشاکلۃ ۱ـــہ اھ مختصراً۔

"گناہ کے ہوتے ہی ایسی نئی توبہ کریں جو اس گناہ کی مجانس) اس کی مثل) ہو باوجودیکہ اس میں رعایت مقابلہ و تحقق مشاکلت ہو (مختصر اعبارت مکمل ہوئی)۔"

سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہار توبہ کر دیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہوا اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعث اعلان تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کر لیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکساری کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبہ سر کی بھی خبر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اس کا خلوص مانع استنکاف، پھر انصاف کیجئے تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کر لی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اسی خودداری واستنکاف کی خبر دے رہا ہے ورنہ گزشتہ توبہ کا قصہ پیش کرنا گواہوں کے نام گنانا ان سے تحقیقات پر موقوف رکھنا مگر یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حروف کہہ لینا کہ الٰہی! میں نے اپنے ان ناپاک اقوال سے توبہ کی، پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے اس کے ساتھ بندوں کے معاملے تین قسم ہیں ایک یہ کہ گناہ کی اس کی سزا دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں، دوسرے یہ کہ اس کے ارتباط واختلاط سے تحفظ و تحرز کیا جائے کہ بدمذہب کا ضرر سخت معتذر ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ اس کی تعظیم و تکریم مثل قبول شہادت واقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں، فاسق و بدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فورا موقوف ہو جاتی ہے۔

الا فی بعض صورت مستثنیات مذکورۃ فی الدر وغیرہ

(مگر بعض ان صورتوں میں جو درمختار وغیرہ میں مذکور ہیں۔) مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمان اس کے صدق توبہ پر اطمنان حاصل ہو اس لیے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے زبانی توبہ کر لیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوا ہے۔ عراق میں ایک شخص صبیغ بن عسل تمیمی کے سر میں کچھ خیالات بد مذہبی گھومنے لگے، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور عرضی حاضر کی گئی طلبی کا حکم صادر فرمایا وہ حاضر ہوا امیر المومنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھیں اور اسے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا فرمایا تو کون ہے؟ کہا میں عبداللہ صبیغ ہوں، فرمایا اور میں عبداللہ عمر ہوں اور ان شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا پھر قید خانے بھیج دی، جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویسا ہی مارا پھر قید کر دیا سہ بارہ پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا یا امیر المومنین! واللہ اب وہ ہوا میرے سر سے نکل گئی، امیر المومنین نے اسے حاکم یمن حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا اور حکم فرمایا کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہو جاتے یہاں تک کہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ یا امیر المومنین! اب اس کا حال صلاح پر ہے اس وقت مسلمانوں کو ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرمائی، دارمی سنن اور نصر مقدسی و ابوالقاسم اصبہانی دونوں کتاب الحجہ ابن الانباری کتاب المصارف اور لالکائی کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں سلیمان بن یسار سے راوی:

رجل من بنی تمیم یقال لہ صبیغ بن عسل قدم المدینۃ وکان عندہ کتب فکان یسأل عن متشابہ القراٰن فبلغ ذٰلک عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فبعث الیہ وقد اعدلہ عراجین النحل فلما دخل علیہ قال من انت قال انا عبداللہ صبیغ قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وانا عبداللہ عمر واوما الیہ فجعل یضربہ بتلک العراجین فما زال بضربہ حتی فما زال یضربہ حتی شجہ وجعل الدم یسیل علی وجہہ فقال حسبک یا امیر المومنین واللہ فقد ذھب الذی اجد فی رأسی ۔ ولنصر وابن عساکر عن ابی عثمان النہدی عن صبیغ کتب یعنی امیرالمومنین الی اھل البصرۃ ان لاتجالسوا صبیغا قال ابوعثمٰن فلوجاء ونحن مائۃ لتفرقناعنہ۔

قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کو صبیغ بن عسل کہا جاتا تھا مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور قرآن مجید کے متشابہات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اسے اپنے ہاں بلا لیا اور اس کے لئے کھجوروں کی چند بڑی ٹہنیاں تیار رکھیں جب وہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا، میں عبداللہ صبیغ ہوں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ عمر ہوں، پھر اس کی طرف بڑھے اور ان ٹہنیوں سے اسے مارنے لگے اسے مسلسل مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس کے چہرے پر خون بہنے لگا، اس نے کہا بس بھی کریں کافی ہو گیا ہے امیر المومنین! خدا کی قسم میں اپنے دماغ میں جو کچھ پاتا تھا وہ نکل گیا ہے یعنی ختم ہو گیا ہے نصر مقدسی اور ابن عساکر نے ابو عثمان نہدی کے حوالے سے صبیغ سے روایت کی، امیر المومنین نے اہل بصرہ کو لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں، چنانچہ ابو عثمان نے بیان کیا (کہ اس حکم کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ) اگر وہ شخص آتا اور ہم ایک سو کی تعداد میں موجود ہوتے تو ہم ادھر ادھر بکھر جاتے،

پھر صحت توبہ پر اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں کر سکتے جب اس شخص کی حالت

کے لحاظ سے اطمینان ہو جائے کہ اب اس کی اصطلاح ہو گئی اس وقت اس سے دو قسم اخیر کے معاملات بر طرف ہوں گے ،

فتاوی امام قاضی خاں پھر فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

الفاسق اذا تاب لاتقبل شہادتہ مالم یمض علیہ زمان یظہر علیہ اثر التوبۃ والصحیح ان ذٰلک مفوض الی رائی القاضی۔

''بدکردار جب تائب ہو جائے تب بھی اس کی شہادت مقبول نہ ہو گی جب تک کہ کچھ زمانہ بیت جائے تا کہ اس پر توبہ کے آثار ہو جائیں، اور صحیح یہ ہے کہ یہ مسئلہ قاضی کی رائے پر منحصر ہے۔''

ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہو جاتی ہے ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اس نے توبہ کی اس کے صدقہ پر جلد اطمینان ہو جائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ کا اعتبار نہ کریں گے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو،

امام اجل ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں: المعروف بالکذب لاعدالۃ لہ ولا تقبل شہادتہ ابدا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سہوا اوابتلی بہ مرۃ ثم تاب واللہ تعالٰی اعلم۔

''جو کوئی دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنے میں مشہور ہو تو اس کے لئے کوئی عدالت نہیں لہذا کبھی بھی اس کی شہادت مقبول نہیں ہو سکتی اگرچہ تائب ہو جائے بخلاف اس شخص کے جس نے بھول کر جھوٹ کہہ دیا یا کبھی کبھار اس سے غلط بیان ہو گئی پھر اس نے توبہ کر ڈالی''

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۲۱، صفحہ ۱۴۱)

کچھ قلمکار اپنی کتابوں میں گمراہ کن باتیں لکھتے چھاپتے بیچتے ہیں ایسی کتابوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

اور ضرور ہے کہ جس طرح کتاب چھاپ کر اِن کفریات و ضلالات کی اشاعت کی یوں ہی اِن سے بّری اور اپنی توبہ کا اعلان کرے کہ آشکارا گناہ کی توبہ بھی آشکارا ہوتی ہے۔ امام احمد کتاب الزہد، اور طبرانی معجم کبیر میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سیدنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیّئۃ فاحدث عندھا توبۃ، السّر بالسّروالعلانیۃ بالعلانیۃ

''جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ بجالا، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔''

ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اب اس کی اِشاعت سے باز رہے۔ اور جس قدر جلدیں باقی ہوں، جلادے اور حتی الوسع اُس کے اِخمادِ نار وإماتتِ اذکار میں سعی کرے کہ منکر باطل اسی کے قابل،

قال اللہ تعالٰی:

انّ الذین یُحبّون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوالھم عذاباليمالدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی پھیلے مسلمانوں میں، اُن کے لیے دکھ کی مار ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

سُبحٰن اللہ!

اشاعتِ فاحشہ پر یہ ہائل وعید ___ پھر اشاعتِ کفر کس قدر شدید ___

والعیاذ باللہ العلی الحمید

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۷، صفحہ ۱۸۵)

☆☆☆☆☆☆

مختلف مذاہب اور مدعی اسلام فرقوں کے ساتھ اتحاد

از- حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ

اب یہ مسئلہ اور غور طلب ہے کہ جو فرقے باطل اور اہلِ ہوا ہیں، بعض ان میں سے گمراہ ہیں بعض مرتد جو کفر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان فرقوں کے ساتھ اتحاد کیا جائے یا نہ کیا جائے، لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کا وقت ہے، کفار کا مقابلہ ہے، آپس کی مخالفتوں پر نظر نہ کرنا چاہیے۔ دراصل یہ بہت بڑی غلطی ہے اور حامیان اتفاق ہمیشہ اس کے مرتکب رہے ہیں اور اسی وجہ سے انھیں کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔

شیعہ باہم متفق ہو جاتے ہیں اور ان کی آل انڈیا کانفرنسیں کام کرتی ہیں اور وہ اپنا شیرازہ درست کر لیتے ہیں اور اس وقت سنی یا کسی اور فرقہ کی طرف نظر بھی نہیں کرتے، غیر مقلد متحد ہوتے ہیں ان کی آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنسیں قائم ہوتی ہیں وہ آپس میں نظم وارتباط کے رشتے مضبوط کرتے ہیں اور دوسرے کسی گروہ کی پرواہ بھی نہیں کرتے، دیوبندی، وہابی اپنی جماعتیں بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قادیانی باہم متحد ہو کر ایک مرکز پر مجتمع رہتے ہیں، یہ سب اپنے کام میں چست اور اپنے نظام کو استوار کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں کسی کا سہارا نہیں تکتے۔ ہمارے سنی جو بفضلہ تعالی تعداد میں تمام فرقوں کے مجموعہ سے قریب قریب آٹھ گنے زیادہ ہیں، نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط، نہ کبھی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ بندی کا خیال آیا۔ انھیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت ہی نہیں اگر کبھی اپنی درستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اغیار پر نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہوئے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے، باوجود یہ کہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انھیں ان کی کوئی حاجت ہی نہیں بلکہ اس وقت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انتظام میں کامیاب ہو سکیں گے، لیکن افسوس تمام چھوٹے چھوٹے قلیل التعداد فرقوں نے اپنے اپنے حدود محفوظ کر لیے اور اپنی شیرازہ بندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا۔

غیر ممالک میں ان کی آوازیں پہونچنے لگیں مگر ہمارے سنی حضرات کے دل میں کبھی اتفاق کی امنگیں پیدا ہوئیں تو انھیں اپنوں سے پہلے مخالف یاد آئے جو رات دن اسلام کی بیخ کنی کے لیے بے چین ہیں اور سنیوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لیے مضطر اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد واتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا، کیوں کہ اگر وہ فرقے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سنیوں سے مل سکیں تو علاحدہ دیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے خلاف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے۔ اور صورۃ مل بھی جائیں تو ملنا کسی مطلب سے ہوتا ہے جس کے حصول کے لیے ہر دم تیش زنی جاری رہتی ہے اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔

یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیتہ العلما کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریبا سب کے سب یا بہت زیادہ وہابی

اور غیر مقلد ہیں نادر ہی کوئی دوسرا شخص ہو تو ہو، اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا، عوام کے سامنے نمائش کے لیے تو یہ مقصد پیش کیا، مگر اہل سنت کے رد اور ان کی بیخ کنی کا انجام دیا، اپنے مذہب کی ترویج اس پردہ میں خوب کی، میرے پاس جناب مولوی احمد مختار صاحب صدرِ جمعیۃ العلما صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا جو انھوں نے مدارس کا دورہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس قومی روپیہ سے جو ترکوں کے دردناک حالات بیان کرکے وصول کیا گیا تھا، اب تک دو لاکھ تقویۃ الایمان چھپا کر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا زر دادن درد سر خریدن ہوا یا نہیں، اپنے ہی روپے سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔

الغرض: دوسرے فرقے ہم سے کسی طرح نہیں مل سکتے، ملیں تو دھوکا ہے، جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب کو سخت مضرت و نقصان پہنچتا ہے۔اس کے علاوہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدولت کروڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علاحدہ رہتے ہیں، مگر اب تک یہی رہا کہ سنیوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملانے کی کوشش کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بجز فتنہ و فساد کے کچھ حاصل نہیں، اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل راز یہی ہے اور اسی وجہ سے حامیانِ اتحاد سات کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے۔ شریعتِ طاہرہ نے ان گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے کا حکم دیا۔

حدیث شریف میں ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

”جو مبتدع کی توقیر کرے وہ اسلام کے ڈھانے میں مدد کرتا ہے۔“

دوسری حدیث شریف:

لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم۔

”ان کے ساتھ مجالست و ہم نشینی نہ کرو نہ ان کے ساتھ مواکلت و مشاربت کھانا پینا کرو۔“

اور ایک حدیث پاک میں ہے:

من جاھدھم بیدہ فھو مومن و من جاھد بلسانہ فھو مومن و من جاھد فی قلبہ فھو مومن ولیس وراء ذلك من الایمان حبة خردل۔

”جس نے ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان پر دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں۔“

قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

”یاد آنے پر ظالم قوم کے پاس مت بیٹھو۔“

تفسیر احمدی میں ہے:

ان القوم الظلمین یعم المبتدع والفاسق والفاجر والقعود مع کلھم ممتنع۔

”کہ قوم ظالم بدعتی، فاسق، فاجر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشینی ممنوع“۔ علاوہ بریں صدہا نصوص سے بصراحت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدعہ کے ساتھ اتفاق وارتباط ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کے پردہ فرمانے کا وقت ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت اتنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و تواں باقی نہ چھوڑی تھی، شب و روز رونا اور بے قرار رہنا ان کا معمول تھا، ابتلائے غم کی یہ کیفیت کہ رفقاء سامنے آئیں سلام کریں اور انہیں مطلق خبر نہ ہو، ادھر دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ اب وقت ہے اور وہ تیغ و سنان سنبھال کر تیار ہو گئے۔ دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی موجیں مارنے والا دل سینوں میں رکھتے تھے، غیظ و غضب میں آپے سے باہر ہو گئے، اس وقت ایک جماعت نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے، اس کے مربی پیشوا نے ابھی پردہ فرمایا ہے، رفقا غم سے بے تاب ہیں، دشمن شمشیر بکف ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا نازک وقت ہوگا، اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس پالیسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملالیں یا غلط کاریوں پر صبر کر کے خاموش ہو جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی بازپرس اور دار و گیر نہ کریں بلکہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانشین اس حالت سے ذرا مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت ہمت اور استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکاۃ دینے سے انکار کیا تھا، اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفۂ رسول کا یہ استقلال کفار کی ہمتیں توڑ دیتا ہے۔

آخر کار صحابۂ کرام کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ تو آج مسلمان شریعت طاہرہ اور پیشوایان دین کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں، جس چیز کو شریعت نے ناجائز کر دیا اس سے کوئی فائدہ کیونکر مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موافق مدعا نتیجہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے، لہذا اتفاق کی کوشش کے لیے ہمیں سب سے پہلے اس اصل اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہمیں اہل سنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انھیں ایک رشتہ میں مربوط کر کے ان کی منتشر قوت کو یکجا کر لینا ہے، یہی ہمیں مفید ہے اور خدا میسر کرے اور ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمان کی کثیر تعداد ایک متحد قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرقے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خود اس میں ملنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت انہیں مفسدانہ خیالات سے باز آنے پر مجبور کر دے اور حقیقی اتحاد اور اس کے نفیس برکات دنیا کے قوموں کو نظر آجائیں۔

(خطبۂ صدارت، صفحہ ٤٧)

☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی کے تعلق سے سرکار مفتی اعظم کا ایک نایاب فتویٰ

از: شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

وہابی، دیوبندی، مرکزی جماعت اسلامی کے عقائد کے اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مفصل جواب بموجب شرع عنایت فرمائیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں نماز اللہ کی ہے سب کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ ایسا کہنا کیا دُرست ہے؟ اگر نہیں تو ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ مذکورہ بالا عقائد کے حافظ کے پیچھے تراویح میں قرآن شریف سننا کیسا؟

عبد الخالق

بریلی شریف

الجواب:- کسی بدمذہب کو امام بنانا حرام ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز، کوئی نماز ہو فرض یا نفل جو نماز اس کے پیچھے پڑھی گئی ہے اسے پھر پڑھنا لازم۔ بدمذہب تو بدمذہب ہے کسی سنی صحیح العقیدہ فاسق معلن کو امام بنانے، اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا اور جو نماز فاسق معلن کے پیچھے پڑی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ فاسق کے امام بنانے سے بدمذہب کا امام بنانا اور بھی اشد ہے۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں تصریح فرمائی "لوقدموا فاسقایاثمون" اگر کسی فاسق کو مقدم کریں گے، آگے بڑھائیں گے گنہگار ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ بتائی "لان فی تقدیمه تعظیمه و قد و جب علیهم اهانته شرعاً" کہ اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے (یہ حکم شرعی کا الٹ ہے خود سمجھو کہ حکم شرعی کیا ہے) حدیث میں ہے "اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتز لذلك العرش۔" جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو رب تبارک و تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔ در مختار میں ہے "کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعاد تها" جو نماز کراہت تحریم کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ واجب۔ بھلا جس کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہ ہو کے اس کی صحبت بد برا اثر کرے گی تو اسے امام بنانا کیسا؟ قرآن عظیم فرماتا ہے: "و اما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین." اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ علامہ عارف باللہ سیدی ملا احمد جیون قدس سرہ اس آیت شریفہ کے نیچے تحریر فرماتے ہیں: تفسیرات احمدیہ، ص۲۲۶، مطبوعہ دہلی میں "القوم الظالمین المبتدع و الفاسق و الکافر و القعود مع کلهم ممتنع" قوم الظالمین عام ہے بدمذہب اور فاسق اور کافر کو اور ان سب کے ساتھ مجالست ممنوع ہے۔ مبتدع (بدمذہب) کی تعظیم و توقیر کی نسبت حدیث شریف کا ارشاد ہے "من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام" جو کسی بدعتی، وہابی، دیوبندی، مودودی، تبلیغی، قادیانی، رافضی، نیچری وغیرہ کی تعظیم کرے گا تو بہت ہی اشد خطرناک ہے۔ اس سے میل جول ہی پر خطر ہے۔ واجب الحذر ہے۔ قال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ بدمذہب سے نرمی برتنے، اس کا اکرام کرنے، اس سے بکشادہ روئی ملنے پر حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: من الان له و اکرمه اولقیه ببشر فقد استخف بما انزل علی محمد صلی تعالیٰ علیه و سلم۔ جو اسے جھڑکے، جو اس کی اہانت کرے اس کے لئے حدیث میں ہے: من انتهر صاحب بدعة ملا الله قلبه

امنا و ایمانا۔ایسے کومژدہ ہے کہ خدااس کے دل کوامن اورایمان سے پرفرمادے گا۔من اهان صاحب بدعة امنه الله یوم الفزع الاکبر ۔اسے قیامت کے دن امان ملنے کی خوشخبری ہے کے اہوال قیامت سے ماموں ہوگا۔ بدمذہبوں کو حدیث میں دوزخیوں کا کتافرمایاہے۔حدیث میں ہے:اصحاب البدع كلاب اهل النار۔مبتدع دوزخیوں کے کتے ہیں۔بدمذہب کوامام بنانا کیسا؟ اس کا حکم تو بغض واہانت ہے۔ مسجد سے روکنا۔اس میں فتنہ کہ اندیشہ ہے تو حکومت سے چارہ جوئی کرنا،اسے مسجد سے رکوانا بلکہ ممکن ہو تو شہر بدر کرانا یہ احکام ہیں۔ درمختار میں ہے یمنع منه کل مؤذ ولو بلسانه۔ توجوایسا ہے جسے مسجد میں آنے سے روکنے کا حکم ہوا، جسے شہر بدر کروانے کا حکم ہوا ہے اگر یہ ممکن ہے تواسے امام بنانا کیسی اوندھی مت کی الٹی بات از قبیل واہیات ہے۔ مبتدع جواپنی بدعت کی طرف داعی ہو،جواپنی بدمذہبی کا پرچار کرتاہو، اس سے احتراز سے بھی زیادہ اوکد ہے،اس کاضرراس کے ضرر سے اشد ہے۔امام حجۃالاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء میں فرماتے ہیں: اما المبتدع ففی صحبته خطر لسرایةالدعوة والعدی یشومها الیه فاالمبتدع مستحق للهجو والمقاطعة. اسی میں دوسری جگہ فرماتے ہیں: المبتدع الذی یدعوا الی بدعته فان کانت البدعة بحیث یکفر بها فامره اشد من الزمی لانه لایقر بجزیة ولا یسامح بعقد ذمة وان کان ممن لا یکفر به فامره بینه و بین الله اخف من امر الکافر لا محالة و لکن الامرفی الانکار علیه اشد منه علی الکافر لان شر الکافر غیر متعد فان المسلمین أعتقد أن کفره فلا یلتفتون الی قوله اذ لا یدعی لنفسه الاسلام و اعتقاد الحق۔اما المبتدع الذی ید عوالا البدعة و یزعم ان مایدعو الیه حق فهو سبب لغوایة الخلق فشره متعد فالا ستحباب فی اظهار بغضه و معاد اته والانقطاع عنه و تحقیره والتشنیع علیه ببدعة و تنفیر الناس عنه اشد. اوروہ بدمذہب بددین جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہو جیسے قادیانی اور رافضی اور وہابی وغیرہ اس کے پیچھے نماز باطل ایسی جیسے کسی ہندو یا مجوسی وغیرہ کے پیچھے،ایسوں کے لیے حدیث میں ارشاد ہے: لا تجالسوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تناکحوهم واذا مرضوا فلا یعود وهم و اذاماتاوافلا تشهد وهم ولا تصلو علیهم ولا تصلوا معهم اوکما قال علیه الصلاة والسلام۔ ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ہے: قال رسول الله صلی تعالیٰ علیه و سلم لا یقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلاة ولا صدقة ولا حجاولا عمرةولا جهادا ولا صدقا ولا عد لا یخرج من السلام کما تخرج شعرة من العجین۔ وہابی کادھرم ہے کے وہی مومن وموحد ہے۔ اس کے سوا جو ہے وہ کافر و مشرک ہے حتی کے اللہ و رسول جل و علی و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس کے دھرم پر مشرک اور مشرک گر۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے اعلیحضرت مجدد دین و ملت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ العزیز کی تصانیف مبارکہ خصوصاًرسالہ شریفہ الامن والعلی جس کادوسرانام ہے: اکمال الطامعه علی شرك سوی بلامور العامه ملاحظہ کریں۔

وہابی دھرم کی پستکیں کتاب التوحید،تقویۃالایمان،بہشتی زیور،اصلاح الرسوم اور وہابیہ کے اس بارے میں برساتی حشرات الارض کی طرح رسالے اور اب مودودی کی کتابیں دیکھیے۔روزروشن کی طرح صاف صاف یہی نظر آئے گا کہ وہابی ہی مسلمان ہے اور سب مشرک،ابوجہل اور وہ شرک میں برابر،آج کے مسلمانوں ہی پر عنایت نہیں بلکہ تیرہ سو برس سے یہی حال ہے،مودودی کی کتابوں میں وہی کتاب التوحید اور تقویت الایمانی شرک پھیلا ہوا ہے۔مودودی کے نزدیک جاہلیت جسے وہ کفر جانتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد ہی میں اسلام میں گھس آئی۔اس کی کتابوں میں یہ ملے گا کہ گزشتہ تیرہ صدی کے مسلمان مشرک،بدعتی،خوش عقیدہ جاہلیت خالصہ جاہلیت راہبہ،جاہلیت مشرکانہ کے پابند تھے۔مودودی کے

نزدیک دین اسلام صرف اسلامی نظام کو عملاً نافذ کرنے کا نام ہے۔مودودی کی ایک عبارت نمونہ کے لیے ملاحظہ کیجئے جس سے روشن ہے کہ سارے عالم کے لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں، در حقیقت مشرک ہیں۔ تجدید احیاء دین، ص۱۶،۱۵، مطبوعہ رامپور

"ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عرس، صندل چڑھاوے، نشان، علم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی، دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کو ولادت، وفات، ظہور و غیاب، کرامات و خوراق، اختیارات و تصرفات اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے تقربات کی کیفیات کے متعلق پوری میتھالوجی ہوگئی۔جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے لگا کھا سکتی ہے، تیسری طرف توسل استمداد روحانی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوشنما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں ان بزرگوں کے نام ہو گئے اور عملاً وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے دور ہے۔اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے سب امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے وابستہ ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہلکار اعلانیہ، الہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث و قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں."

مردودی کی تنقیحات مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور کا صفحہ ۱۴۳ دیکھیے۔ قوم مسلم پر خاص عنایات ملاحظہ فرمائیے۔

"آپ ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالیے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے، نفاق اور بد عقیدگی کی کون سی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہو اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہوں۔اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیم سے ناواقف ہیں اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں اور وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک کا اعلانیہ تبلیغ کرتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو اسلامی عقائد اور شعار کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو اعلانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو خدا و رسول کی تعلیمات کے مقابلے میں کفار سے حاصل کیے ہوئے تخیلات وافکار کو ترجیح دیتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو خدا اور سول کے قانون پر جاہلیت کی رسوم یا کفار کے قانون کو مقدم رکھتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑے نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔وہ بھی ہیں جو اسلام کے مقابلے میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں۔اسلام کے اعراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اسکی خاطر وہ ایک بال برابر نقصان گوارا کر سکیں، راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اس قسم کے منافق اور فاسق العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔"

مودودی کہتا ہے:

"اسلام کی صورت کو تصوف کے ماننے والوں نے مسخ کر دیا ہے۔اس تصوف کو مٹانا اتنا ہی ضروری ہے جیسا مغربی تہذیب جاہلیت جدیدہ کو مٹانا، تصوف کو بے میٹے خدا کا دین قائم ہی نہیں ہو سکتا۔جو پیروں ولیوں کو مانتے ہیں سب کی دماغی حالت گھٹیا قسم کی ہوتی

ہے۔صوفیوں کے احزاب اعمال اور اوراد و وظائف اسلام کی مخالفت اور جاہلیت ہیں خانقاہی اسلام دین اسلام نہیں، سراسر جاہلیت راہبہ و مشرکانہ ہے۔"

مودودی مسلمانوں کے اس نماز روزے کو قرآن خوانی کو عبادت ہی نہیں جانتا وہ کہتا ہے:

"آپ سمجھتے ہیں کے ہاتھ باندھ کر قبلہ رو کھڑا ہونا، گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنا،اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرنا بس یہی چند افعال و حرکات بجائے خود عبادت ہیں۔آپ سمجھتے ہیں کے رمضان کی پہلی تاریخ سے شوّال کا چاند نکلنے تک روزانہ صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہنے کا نام عبادت ہے،آپ سمجھتے ہیں کے قرآن مجید کے چند رکوع زبان سے پڑھ دینے کا نام عبادت ہے۔غرض آپ نے چند افعال کی ظاہری شکلوں کا نام عبادت رکھ چھوڑا ہے لیکن اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جس عبادت کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اور جس کا آپ کو حکم دیا ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔"

مودودی کے نزدیک یہ افعال ،نماز،روزہ،قرآن خوانی عبادت نہیں،نہ ان کے لئے تمہیں خدا نے پیدا کیا ہے،نہ اس کا حکم دیا،وہابی، قادیانی،رافضی، چکڑالوی سب ہی مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں،رافضی تو گنتی کے چند صحابہ کے سواجب سے اب تک کے سارے کے سارے مسلمانوں کو کافر جانتا ہے۔قادیانی ان سب کو جو اسے نبی نہ مانے کافر بتاتا ہے،یونہی چکڑالوی بھی،اور چکڑالوی تو پانچ نمازوں ہی کا منکر ہے۔صرف تین مانتا ہے۔حدیث کا مطلق منکر ہے۔حدیث پر عمل کو شرک ٹھہراتا ہے۔گزشتہ تمام صدیوں کے علماء کو جاہل، عجمی سازش میں پھنس کر احادیث کے غیر یقینی مجموعہ پر عمل کی تبلیغ کرنے والا بتاتا ہے۔وہ کہتا ہے سنت کو بالکل ترک کر دینا چاہئے۔مسلمانوں کے یہ گروہ اور ان کی یہ لڑائیاں سب اسی سنت کی رہینِ منّت ہیں۔گروہ وہابیہ اللہ عزوجل کو جھوٹ بولنے اور ہر عیب سے ملوث ہو سکنے پر قادر ٹھہراتا ہے۔اور رسول کی شان میں طرح طرح کی کھلی کھلی گستاخیاں کرتا ہے۔یونہی قادیانی انبیاء کی شان میں گستاخ ان کے معجزوں کو مسمر یزم کہتا ہے۔والعیاذ باللہ تعالی۔

خدا کی شان میں گستاخی کرے،رسولوں کی توہین کرے،قرآن کو نہ مانے،بیاض مثالی کہے،قرآن میں کمی و بیشی کا قائل ہو،حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو نبوت کا اہل نہ مانے،مولیٰ علی کو اہل جانے،جبریل کو غلط کار بتائے کہ نبوت خدا نے بھیجی تھی مولیٰ علی کے لئے جبریل نے غلطی کی دے گئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو،پانچوں نمازوں کا قائل نہ ہو،تین ہی مانے،بلکہ جو نماز،روزے،قرآن خوانی کو عبادت ہی نہ جانے صرف کہہ دے کہ، "خدا نے جس عبادت کے لئے تمہیں پیدا کیا اور جس کا حکم دیا وہ اور ہی چیز ہے" تمہیں مسلمان ہی نہ جانے،کچھ بھی کرے کچھ بھی بکے نماز ان سب کے پیچھے ہو جاتی ہے؟؟۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کے لئے فرمائے: ذرھم فی خو فھم یلعبون۔ رسول فرمائیں: لاتجالسوھم ''ان کے پاس نہ بیٹھو''، لا تواکلوھم ولا تشاربوھم۔''ان کے ساتھ کچھ کھاؤ پیو نہیں۔'' ولاتناکحوھم ''ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔'' و اذا مرضوا فلا تعدوھم ''وہ بیمار پڑے تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو۔'' و اذا ماتوا فلا تشھدوھم ''وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر مت جاؤ۔'' ولا تصلوا علیھم ''ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔'' ولا تصلوا معھم ''نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو''، اور یہ کہنے والا کہے نہیں جی نماز تو سب کے پیچھے ہو جاتی ہے،نماز تو اللہ کی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ سوال کے اور سب نمبروں کا جواب اس میں آگیا۔

سوال- معین امام کی بلا اجازت نماز پڑھانا کیسا ہے؟

جواب- امام معین کی بلا اجازت امامت کی جرأت نہیں کرنا چاہئے۔

سوال- مذکورہ بالا عقائد کے لوگوں کی کمیٹی جلسہ وغیرہ میں جانا اور ان کی کتابیں پڑھنا ان کے مدرسے میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے؟ جوابات بموجب شرع شریف مع مہر و دستخط مرحمت فرمایئے۔

جواب- اس سوال کا جواب بھی واضح ہے، ایسوں کا وعظ سننا ایسوں کی کتابیں پڑھنا بھی حرام ہے اور بچوں کو ان سے تعلیم دلوانا بھی حرام ہے۔

حضرت سیدنا امام غزالی کے متقدمین ایضال سے یہاں کچھ نقل کر دینا مناسب، فرماتے ہیں: "جو فلاسفہ کی کتابوں اخوان الصفا وغیرہ کا مطالعہ کرے گا ان میں اسرار نبوت کلام صوفیہ کرام پائے گا جو فلاسفہ نے اپنی تحریروں میں کیا ہے تو وہ قبول کرے گا ان کے دل میں فلاسفہ سے خوش عقیدگی پیدا ہو گی نتیجہ یہ نکلے گا کہ احکام شرع و احکام تصوف کو فلاسفہ آڑ بنا کر باطل مسائل کی تبلیغ کرتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس کے دل میں اترتے رہیں گے اور یہ حق عقائد باطلہ کو قبول کرتا رہے گا اس لئے میں کہتا ہوں کہ عامۂ اہل اسلام میں ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتا پایا جائے اسے فوری تنبیہہ سختی سے باز رکھنے کی ضرورت ہے اور میں پہلے بتا چکا ہوں جس طرح دریا کے پھسلتے کناروں سے ناسمجھ کو روکنا ضروری ہے جو تیرنا نہیں جانتا اسی طرح کم علم کو ایسی کتابوں سے بچانا ہم پر واجب ہے۔ اور جس طرح بچوں کو سانپ چھونے سے روک دینا آپ ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح ایسے کلمات سننے سے کانوں کو بچانا، بلکہ جس طرح مداری ناسمجھ بچوں کے سامنے سانپ کو ہاتھ نہیں لگاتا کے کہیں بچے اس کی ریس نہ کرنے لگیں اور بچوں کے سامنے خود بھی سانپ سے خوف کھاتا ہے اور بچوں کو خوف دلاتا ہے اسی طرح عالم مقتدا پر یہ فرض ہے کہ وہ عوام کے سامنے نہ خود ایسی کتابیں دیکھے نہ دیکھنے دے۔ ضرور ہے کہ ایسی مکائد پر انہیں متنبہ کرتا رہے" الخ۔

مختصراً اسی میں ایک اور جگہ اس سے اوپر فرمایا:

تعجب خیز امر یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنی سمجھ پر کامل اعتماد رکھتے اور کہتے ہیں کہ "ہم اپنے علم و عقل سے حق و باطل میں تمیز و ہدایت و گمراہی میں فرق کر سکتے ہیں تو اگر ہم ان باطل پرستوں کی تحریریں دیکھیں تو ہم پر ان کا کیا اثر ہو گا" یہ محض ان کا خیال خام ہے۔ ایسے کم علموں اور ناواقفوں کو ہرگز اس کی اجازت نہ دی جائے کے وہ بد دین بدمذہب کی تحریر کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

فقیر مصطفےٰ رضا غفرلہ

(ماہنامہ نوری کرن ۱۹۶۲)

☆☆☆☆☆☆

تقریر منیر قلب (قسط اول)

از:- مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان قادری رضوی علیہ الرحمہ

سجن پر شود ھار مک منشو مسلمان متر و اسلامک پتر و سچّائی کے پسند کرنے والوں، مذہب کے فدائیوں اسلام کے شیدائیوں اس وقت اس سمے پر میں آپ کو کوئی بہت بڑا ویاکھیان دینے کے لیے نہیں آیا ہوں آپ کو کوئی طویل اپدش نہیں دونگا آپ کے سامنے کوئی مفصّل تقریر نہیں کرونگا۔ کیول اتنی سی بات ہے فقط یہ امر ہے کہ ادھرمیوں کے ہاتھوں جو دُکھ مسلمانوں پر آرہے ہیں اور کفار کے جن جن مظالم نے اسلام کو نرغے میں لے لیا ہے اُن کو دیکھتے ہوئے میرے دل پر جو تکلیف ہے میرے من میں جو درد ہے وہ آپ کے سیوا میں بیان کروں۔ آہ! ایک زمانہ تھا کہ عالم کی سلطنتیں ہمارے قدموں کے بوسے لینے کو اپنا فخر جانتی تھیں۔ شہنشاہان جہاں کے تاج ہمارے پیر کے جوتوں سے ٹھکراتے تھے بڑے بڑے جبروت والے بادشاہوں کے تخت کو ہم نے اُلٹ دیا فرمانروایان عالم ہمارے فرمابردار تھے کشور کشایان جہاں ہمارے ہی بندہ فرماں تھے۔ پرتھوی کے راجا مہاراجہ اپنی پگڑیاں ہمارے چرنوں پر ڈالا کرتے تھے قیصر و کسری کے محل میں ہمارے ہی نعرہائے تکبیر نے زلزلہ ڈالدیا جدھر رخ کرتے تھے فتح و کامیابی ہمارے قدموں پر لوٹتی تھی کسی کافر کو اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ ہمیں بری نگاہ سے دیکھ سکے۔ افسوس آج وہ وقت آگیا پتھروں کے پجاری، پاخانہ اور پیشاب کو پوتر سمجھنے والے، ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے ماننے والے، اسلام و مسلمین کے مٹانے کو تیار ہیں، ان کے دعوے ہیں کہ ہندوستان کے ساڑھے سات کروڑ ملکش مسلمانوں کو جلد جلد ہندو بناڈالو اور اگر یہ ہندو نہ ہوں تو انہیں بھارت ورت (ہندوستان) سے نکال دو، وہ کہتے ہیں کہ ہم کعبہ کی چھت پر جاکر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے۔ انہوں نے شدھی سبھائیں قائم کرلی ہیں۔ ہندو سبھائیں بناڈالی ہیں، کہیں چمار سبھا ہے کہیں گوجر سبھا ہے کہیں راجپوت سبھا ہے کہیں ذات پات توڑک منڈل ہے کہیں چُھوت چھات توڑک منڈل ہے، ہندو سنگھٹن ایک آندھی کی طرح ہندوستان کے ہر گوشے میں پھیل گیا ہے، ہر ہندو بچّے کی آنکھ میں مسلمان کو دیکھ کر خون اتر آیا ہے، ایک ایک مشرک جنا اسلام کے مٹانے پر تلا ہوا ہے، آگرہ، سہارنپور، رائے بریلی، امرتسر، گونڈہ، جبلپور، پانی پت، ضلع ایٹہ، شاہجہانپور، میرٹھ، اجمیر مقدس وغیرہا مقامات پر، مسلمانوں پر مظالم توڑے گئے، اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کے پٹ جاتے ہیں، مار کھالیتے ہیں، اللہ اللہ ایک مشرک کے ناپاک ہاتھوں سے کہ گوبر کا اپلا بھی اسکا معبود ہے اور بدلہ نہیں لے سکتے ہیں، اور بدلہ لینا تو درکنار فریاد بھی نہیں کرسکتے اور فریاد کریں بھی تو سننے والا کون۔

کفر کا دور ہے اسلام دبا جاتا ہے

المدد اے شہ دیں کفر مٹانے والے!

اللہ اکبر آج پرستاران توحید واحد قدوس کے ماننے والے اس قدر کم ہمت ہوگئے، ایسے بزدل ہوگئے اتنے کمزور ہوگئے، اے مسلمانوں بہت سو چکے جاگو، خواب غفلت سے بیدار ہو سونے کا وقت گزر چکا اٹھو ہوشیار ہو، ہم نے مانا کے تمہارے پاس تیر و تبر نہیں، تیغ و شمشیر نہیں، توپ و تفنگ نہیں بندوق رفل نہیں مگر تمہارے پاس اسلام کی حقانیت ہے تمہارے سینوں میں حق کی امانت ہے، جس کے سامنے تمام اہل باطل کی گردنیں خم ہے۔ تم ذرا جاگ تو جاؤ ہوشیار تو بنو پھر دیکھنا کہ

تمہاری بے دست و پائی کس طرح اعدائے دین کے زور و مکر و فریب کے آہنی قلعوں پر برق خاتف بن کر گرتی ہے، اور کیونکر اُن کے پرخچےّ اڑادیتی ہے، یہ وہی پیارااسلام ہے جس کی عالم افروز تجلّیاں اس آیت کریمہ میں دکھائی گئی ہے، جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ بیشک سچا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے، عالم میں جتنے مذاھب ہیں دنیا میں جتنے دین ہیں سنسار میں جتنے دھرم ہیں جگ میں جتنے مت ہیں خواہ وہ وام مارگی ہوں یا جینی ہوں یا نوی ویدانتی ہوں یاشومت ہوں یاوشنومت ہوں یا چکران کت وشنو ہوں یا سناتن دھرم ہوں، یا برہموں سماج ہوں یا آریہ سماج ہوں یا مجوس، عیسائی یہودی ہوں، کسی کا مذہب کسی کا دھرم کسی کا دین خدائے تعالیٰ تک نہیں پہنچا سکتا، اگر کوئی مذہب خدا کے دربار تک ہماری رسائی کرا سکتا ہے تو وہ پیارا مذہب اسلام ہے اس وقت اسلام کے مقابلے پر جتنے مذہب (مت) آستین چڑھا کر اسلام سے مقابلے کے لیے آئے ہیں اُن کا اسلام سے مقابلہ کرکے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ خود ہی سمجھ لیں گے یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ خدا پاک ہے اس کا نام قدوس سبوح ہے وہ ممکنات کی ہر آلائش و گندگی سے منزہ و مبرا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ پاک چیز سے دوسری چیز اُسی وقت فائدہ اٹھا سکتی ہے جبکہ وہ خود بھی پاک ہو تو کوئی مذہب پاک خدا تک ہمیں پہنچائے ضرور ہے کہ ہمیں بھی پاک کرنے کا ذمہ لے۔ آج اسلام کے مقابل ہر مذہب کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے یہاں کے سو برس کے بڈھے کا مسلمانوں کے چار برس کے بچےّ سے مقابلہ کرکے دیکھ لے کہ جو شخص سو برس تک وید کی تعلیم پر عمل کرتا رہا اس کے وید نے کیا نفع دیا اور اس ایک چار برس کے بچےّ کو اسلام کیا فیض پہنچاتا ہے ہر مذہب کے عقلا مانتے ہے کے پاخانہ اور پیشاب نجس ہیں ناپاک ہیں اشدُھ ہیں اپوتر ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی انسان اس سے مستثنٰی نہیں ہر منش کو یہ دونوں چیز لگی ہوئی ہیں

اور ہر شخص اپنے بدن سے جسم سے اپنے شریر سے ان دونوں چیزوں کو دور اور جدا اور الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے اب دیکھنا چاہیئے چار برس کا بچہ کس طرح پاخانہ اور پیشاب کو اپنے جسم سے دور کرتا ہے جب اس کو پیشاب کی ضرورت ہوتی ہے تو پہلے وہ ڈھیلا تلاش کرتا ہے پھر ایسی جگہ دیکھتا ہے جہاں اُس کو پیشاب کرتے ہوئے دوسرا نہ دیکھے اس لیے کے انسان کی فطرت میں حیا اور غیرت کا مادہ قدرت نے ودیعت فرمادیا ہے، اسلام نے اس کی حفاظت فرمائی اور ایک چار برس کے بچےّ کو یہ تعلیم دی کہ وہ لوگوں کے سامنے بیٹھکر پیشاب بھی نہ کرے جب اس قدر اُس کی غیرت کا لحاظ رکھا گیا تو بڑا ہو کر اس کو یہ ہمت کبھی نہ ہوگی کہ وہ نا محرم عورت کے سامنے اپنا جسم کھولے۔ اسلام نے زنا کا سدّ باب فرمادیا اب اس کو محفوظ مقام مل گیا تو وہ دیکھتا ہے کہ قبلہ کی طرف میری پیٹھ اور منہ نہ ہونے پائے جس کے طرف میں اپنے خدا کی عبادت کرتا ہوں اس طرف گندگی کی حالت میں منہ یا پیٹھ ہونا بے ادبی ہے پھر وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ آگے کی زمین اونچی نہ ہو، کہ پیشاب لوٹ کر اُسی کو ناپاک نہ کردے یہ بھی خیال کرتا ہے کہ ہوا کے رخ میں نہ ہو کہ پیشاب اُڑ کر اُسی کے کپڑوں پر نہ پڑ جائے اب پیشاب سے فارغ ہو گیا تو اس نے ڈھیلا لے لیا اس لیے کے استنجا کرتے وقت اس کا ہاتھ ناپاک نہ ہو جب اسکو اطمینان ہو گیا تو پانی سے اس نے استنجا کرلیا اگر پاخانہ کی اس کو ضرورت ہوتی ہے پانچ یا ساتھ ڈھیلے لے کر بیت الخلا جاتا ہے پہلے بایاں پاؤں رکھتا ہے اس لیے کے دہنا پاؤں افضل ہے مسجد جانے کے لئے ہے پاخانہ میں اس کو پہلے داخل کرنا بے ادبی ہے جانے سے پہلے وہ ایک دعا پڑھتا ہے اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث یعنی میں ایک عاجز انسان ہوں نجاستوں میں مبتلا ہوں اے اللہ تو مجھے پاک کرے گا تو ہی میں پاک ہوں گا پاخانہ میں جا کر اتنا ہی جسم کھولتا ہے جس کی ضرورت ہے سر کو جھکائے ہوئے زمین پر نگاہ رکھتا ہے اس کی عاجزی اس کی ضعیف النبیانی

اس کے پیش نظر ہے وہ اپنی شرم گاہ کو نہیں دیکھتا ہے تاکہ اس کے قوائے شہوانی میں ہیجان پیدا نہ ہو فارغ ہو کر ڈھیلے سے نجاست صاف کرتا ہے اور اس کے بعد پانی سے استنجا کر کے پہلے داہنا پاؤں نکال کر باہر آتا ہے کہ یہ جگہ اس قابل نہ تھی کہ کوئی اپنی خوشی سے جائے مجبوراً جانا پڑتا ہے اس وجہ سے یہاں سے جلد نکلنا چاہیے اس لیے پہلے اپنے داہنے پاؤں کو نکالتا ہے باہر نکل کر وہ پڑھتا ہے الحمدللہ الذی اذھب عن العذاب و عافانی یعنی اس خدا کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اس نجاست سے اس کو پاک کر دیا ہے۔ اب ویدک دھرم کے سو برس کے بڈھے کو دیکھیے اس کو پیشاب کی ضرورت ہوتی ہے نہ وہ ڈھیلا تلاش کرے گا، نہ پانی نہ پوشیدہ جگہ سب کے سامنے سڑک پر دھوتی کھول کر موت کے ویسے ہی کھڑا ہو جائے گا تولا جائے تو چھٹنکیوں میں اس کی دھوتی میں پیشاب ہو گا اس کو پاخانہ لگا ایک لٹیا آدھی چھٹانک پانی لے کر چل دیا پاخانہ پھر کر اس پانی سے بجائے پاک کرنے کے اور لیس لیا اور اُسی ہاتھ سے لٹیا چھوئی لٹیا بھی ناپاک ہوئی وہی لٹیا لے کر کوئیں پر آئے زمین سے مٹی لے کر اب اُن کو اس سے غرض نہیں یہاں کسی نے موتا ہے یا آدمی نے پیشاب کیا ہے اس لٹیا کو سان لیا اور کنویں میں غڑپ کر دیا سارا کنواں بھی ناپاک کر دیا، دیکھا یہ ہے ویدک دھرم کی تعلیم وید اپنے بھکت کو جس نے سو برس تک اس کی سیوا کی ہے اتنا بھی نہ بتا سکا کہ پاخانہ ،پیشاب شدھ ہے یا اشدھ پوتر ہے یا اپوتر پاک ہے یا ناپاک بخلاف مذہب اسلام کے کہ اس نے چار برس کے بچّے کو پاکی کا وہ نفیس طریقہ بتایا ہے جو ابھی آپ نے سنا۔

میدان تبلیغ میں ایک آریہ نے مجھ سے اعتراض کیا تھا کہ ساری سر شتی پر میشور کی طرف سے ہندو پیدا ہوتی ہے تم اس کی مسلمانی کر لیتے ہو میں نے کہا واہ واہ پنڈت جی آپ نے بڑی کرپا کی اپنے دھرم کی حقیقت میرے سامنے بیان کر دی آپ نے جتا دیا کہ ہندو دھرم ایسا پوتر ہے کہ اُسکی علامت لگانے کے لیے پر میشور کو کوئی جگہ ہی مناسب نہ معلوم ہوئی سوا پیشاب کے مقام کے پنڈت جی اس پر بہت بگڑے کہنے لگے پر میشور نے جس چیز کو جیسا پیدا کیا ہے اس کو ویسا ہی رکھنا چاہیے میں نے کہا جب آپ پیدا ہوئے تھے آپ کے نال بھی تو لگا تھا کیوں کاٹ کے پھینک دیا لگا رہنے دیتے پیچھے کی بجائے آگے دم رہنے دیتے وہ بھی پر میشور ہی کا پیدا کیا ہوا تھا کہنے لگے وہ تو کاٹنے ہی کی چیز تھی۔ میں نے کہا وہ کھال بھی کاٹنے ہی کی چیز تھی جناب آدمی جب پیشاب کرتا ہے تو کچھ قطرے اس کھال میں رہ جاتے ہیں جب چلتا ہے اور حرکت ہوتی ہے تو نکل کر اُسکی دھوتی اور پاجامہ کو ناپاک کر دیتے ہے اسلام چونکہ پاک ہے اور پاک خدا تک پہنچا دیتا ہے اس لیے اس نے بتایا کہ اس کھال کو کاٹ دو کہ تمہارے پیشاب کا راستہ صاف ہو جائے اور تمہارے کپڑے پاک رہیں اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں پنڈت جی خاموش ہو گئے یہ ہے اسلام کی حقانیت کہ وہ اس طرح اپنے حلقہ بگوشوں کو پاکی کی تعلیم دیتا ہے اور اُن کو پاک بنا کر پاکی کے طریقے پر چلا کر پاک خدا کی پاک بارگاہ تک پہنچا دیتا ہے عام مذاھب آئیں اور اسلام کی اس ایک ادا سے مقابلہ کر دیکھیں یہ ہے ان الدین عند اللہ الاسلام جس کو فرمایا گیا کہ بیشک پاک خدا سے پاک طریقے پر پاک کر کے ملا دینے والا دنیا جہان میں جگ سنسار میں اگر کوئی مت ہے اگر کوئی مذہب ہے اگر کوئی دھرم ہے کوئی دین ہے تو وہ ایک پیارا اسلام ہے۔

(تقریر منیر قلب، صفحہ ۲)

☆☆☆☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا کیسا؟

از:- محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمہ

سوال:- رسول علیہ السلام بشر ہیں۔ مگر بے مثل ہیں، اگر آپ کو بشر کہا جائے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ کا جسد بشر پر دلالت کرتا ہے، اس مسئلے کی وضاحت کریں، بینوا تو جروا۔

الجواب:-

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں، نور خدا ہیں، بنی نوع انسان سے انسان اکمل ہیں، بے مثل انسان ہیں، بے مثل بشر ہیں، بے مثل نبی ہیں، بے مثل رسول ہیں، بے مثل حبیب خدا عز وجل ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے خاص بندے ہیں، اور مخلوق خدا کے مختار و آقا باذن اللہ ہیں، آپ بلا شبہ بشر ہیں مگر نور ہیں بے مثل ہیں، محاورے میں آپ کو یہ کہنا کہ آپ صرف بشر ہیں، یہ بے ادبوں گستاخوں کا طریقہ ہے، شئے کا تحقق اور چیز ہے، شئے کا بیان کرنا اور تعبیر کرنا اور چیز ہے، ادب کا دار و مدار عرف میں ہے، لہٰذا عرفاً جو بات بے ادبی کی ہو وہ بے ادبی میں شمار ہو گی، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کے سائل حیوان ہے، دو ٹانگوں پر چلتا ہے، یا سائل کا بیٹا اپنے باپ کو یوں کہے میری ماں کے خاوند میری ماں کے زوج اِدھر آؤ، یا والدہ کو یوں کہے، میرے باپ کی بیوی کھانا دو یہ اپنے باپ کی قریبی رشتے دار بتائے، یہ بات تحقق کے اعتبار سے صحیح ہے، مگر محاورے کے اعتبار سے بے ادبی و گستاخی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے دربار کی حاضری نصیب فرمائے، اس کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے آداب عطا فرمائے اُن سے گفتگو عرض معروض کے طریقے سکھائے۔ آمین۔

اُن کی پیاری آواز پر آواز کے بلند ہو جانے کو اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب ٹھہرایا، ربّ العزّت کو یہ پسند نہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری آواز پر کسی کی آواز بلند ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، من يطع الرسول فقد اطاع الله ان کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا ان الذين يبا يعونك انما يبايعون الله آپ کی اتباع کو اپنی محبت کا واسطہ ٹھہرایا فرمایا، قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله، آپ کے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا حدیث قدسی میں ہے، من ذكرك فقد ذكرنی او كمال قال آپ کے ذکر کو اپنی یاد کے ساتھ ملایا، لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اذان میں قرآن میں خطبہ نماز و اقامت میں تشہد میں اپنے حبیب کی یاد کو بلندی عطا فرمائی، سبحان اللہ کیسی شان ہے، حبیبِ خدا کی، وہ رحمۃ للعالمین ہیں، اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم ہیں، اور خدا کی خدائی کے آقا و بادشاہ ہے انبیاء مرسلین کے سرتاج و امام ہیں، ملائکہ مقربین کے بادشاہ اور سرتاج ہیں، دائرہ امکان میں جتنی عزتیں شرافتیں بزرگیاں فضائل مناقب محامد علو مراتب ہیں، سب کے آپ جامع ہیں، آپ کے کمال کی کوئی حد نہیں، انسان کے احاطۂ بیان سے باہر ہے، الوہیت اولوہیت کی صفات کے علاوہ اور یہود و نصاریٰ کے جھوٹے ادعا کے علاوہ جو خوبی چاہو جس فضل و کمال کو چاہو اسے رسول کریم علیہ السلام کی طرف منسوب کرو،

دع ما ادعته النصارى فى نبيهم
وحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

فانسب الی ذاته ما شئت من شرف وانسب

الی قدره ما شئت من عظم

فان فضل رسول الله ليس له

حد فيعرب عنه ناطق بفم

جس ذات کریم کے ایسے فضائل و محامد و مناقب ہوں اُن کو محاورہ میں صرف بشر کہنا بے ادبی ہے، خصوصاً اس زمانے میں وہابی دیوبندی، غیر مقلد، مرزائی قادیانی، شیعہ رافضی چکڑالوی مودودی وغیرہ، بے دین فرقے شان الوہیت و نبوّت و ولایت میں تحریراً تقریراً گستاخیاں کرتے ہیں، لہٰذا اہل حق اہل سنت والجماعت پر لازم ہے کہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مدنی تاجدار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادب اور عزت کا حکم استعمال کریں، اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور چشم بصیرت عطا کرے، اور تمام باطلہ مذاہب سے بچائے، اور اُن کو ہدایت دے، آمین واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

(فتاوی محدث اعظم، صفحہ ١٤٦)

☆☆☆☆☆☆

وہی ہے اول وہی ہے آخر

از- حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

وہ ہی اوّل ہے وہ ہی آخر ہے وہ ہی ظاہر ہے وہ ہی چھپا ہوا اور وہ ہی ہر چیز جانتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ آیت کریمہ حمد الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی علیہ الصلاۃ والسلام۔ حضور سب سے اوّل ہیں اور سب سے پیچھے اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور ہر چیز کو جانتے ہیں اوّل تو اس طرح کے دنیا و آخرت ہر جگہ سب سے اوّل ہی ہیں، سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا اول ماخلق اللہ نوری جسما تو حضرت آدم علیہ السلام حضور علیہ السلام کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ السلام والدِ آدم ہیں بظاہر درخت سے پھول ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

ظاہر میں میرے نخل حقیقت میں میری اصل

اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اس باغ عالم کے حضور پھول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی خود فرماتے ہیں کنت نبیاوادم بین الطین والماء ''ہم اس وقت نبی تھے جب کے حضرت آدم اپنی آب و گل میں جلوہ گر تھے'' میثاق کے دن الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے بلی فرمانے والے حضور ہی ہیں، بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر انور کھولی جاوے گی، بروز قیامت اوّل حضور کو سجدہ کا حکم ملے گا سب سے پہلے حضور شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور ہی کے دست اقدس پر کھلے گا۔ اوّل حضور ہی جنت کا دروازہ کھلوائے گے اوّل حضور ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے، بعد میں تمام انبیاء۔ اوّل حضور ہی کی امت جنت میں جاوے گی بعد میں باقی امتیں۔ غرض کے ہر جگہ اوّلیت کا سہرا ہر وقت ان کے ہی سر پر ہیں، اوّل دن یعنی جمعہ حضور ہی کو دیا گیا، اس قدر اوّلیت کے باوجود پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آخر بھی ہیں۔ سب سے آخر حضور کا ظہور ہوا۔ خاتم النبیّن آپ ہی کا لقب ہوا۔ سب سے آخر حضور ہی کو کتاب ملی۔ سب سے آخر حضور ہی کا دین آیا، سب سے آخر دین یعنی قیامت تک حضور ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

نمازِ اسری میں تھا یہ ہی سر، عیاں ہو معنی اوّل آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

اب رہا ظاہر و باطن، حضور علیہ السلام سب پر ظاہر ہیں، اور ہمیشہ ظاہر، سب پر تو اس طرح ظاہر کے ان کو مسلمان جانیں، کافر پہچانیں، یعرفوفه کما یعرفون ابنا ءھم حضور کی معرفت کو بیٹے سے مثال تھی نہ کے باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے، بلا دلیل، مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح، قرار حمل، ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے۔ کفار بھی حضور کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سن کر بیٹا دنیا میں آکر باپ کو پہچانتا ہے۔ مگر باپ ولادت سے پہلے ہی کفار بھی حضور کو ولادت پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور ان کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے، نیز بچہ دنیا میں آکر فوراً نہیں پہچانتا بلکہ سمجھدار ہو کر، مگر باپ بیٹے کو اوّل ہی سے جانتا ہے۔ حضور علیہ السلام کو بچپن ہی سے سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے۔ درخت سایہ کے لئے جھکتے تھے۔ چاند باتیں کرتا تھا، کفار آپکی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے۔

بالائے سر ش زہوشمندی

مے تافت ستارہء بلندی

جانور جانیں، اونٹ سجدہ کریں، جنگل کے ہرن امن مانگیں، چاند و سورج جانیں کہ چاند تو اشارہ پاکر دو ٹکڑے ہو جائے اور سورج ڈوب کر لوٹ آوے جانتے ہیں کے اشارہ محبوب ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرش والے جانیں، عرش والے پہچانیں حضرت آدم آنکھ کھولتے ہی عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ محبوب کا نام لکھا ہوا پائیں، جنت والے جانیں، دوزخ والے پہچانیں، جنت کے پتہ پتہ پر، حوروں کی آنکھوں میں غلمانوں کے سینے پر غرضکہ ہر جگہ لکھاہواہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

خلد بریں میں ہر جگہ نام شہ انام ہے

خلد ہے ملک آپ کا صلی علی محمد

دوزخی بھی اقرار کریں قالو الم نك من المصلين وہ بھی جانیں گے کہ مخالفت سید الابرار ہم کو یہاں لائی غرضکہ جہاں اللہ کا چرچا ہے وہاں رسول اللہ کا ذکر، تمام عالم میں آپ کا نور اور ہر جگہ آپ کا ظہور علیہ الصلاۃ والسلام۔ پھر قیامت تک محبوب کی ہر ہر ادا سب کو معلوم۔ زندگی پاک کی ایک ایک حالت کریمہ، ولادت پاک دودھ پینا، پرورش پانا، قبل نبوت کے واقعات، بعد نبوت اندرونی اور بیرونی زندگی پاک، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، تبسّم فرمانا، گریہ وزاری کرنا غرضکہ زندگی پاک کا ہر شعبہ ہر وقت ہر جگہ ظاہر عرب میں ظاہر، عجم میں ظاہر، پنجاب میں ظاہر، کابل میں ظاہر کونسی جگہ ہے جہاں کتب حدیث نہ پہنچی ہو۔ ظاہر تو ایسے مگر لطف یہ ہے کہ جیسے وہ ہیں ایسا کسی نے نہ جانا بجز پرورد گار وہ شان ظہور تھی اور یہ شان بطون۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں:

کس ندانست کہ منزل گہ محبوب کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

سنا ہے رہتے ہیں دولہا فقط مدینہ میں

غلط ہے وہ رہتے ہیں عاشقوں کے سینے میں

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں:

رہاجمال پہ تیرے حجاب بشریت

نہ جاناکون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار

سواخدا کے بھلاکوئی تجھ کو کیاجانے

تو شمس نور ہے شپر نمط اولوالابصار

غرضکہ دیدۂ انسان میں بشریت ظاہر ہوئی مگر حقیقت محمد یہ بجز پروردگار کوئی بھی نہیں جان سکا جس طرح کے سورج کو اس کے نور نے چھپا لیا کہ کوئی بھی اس کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح حضور انور علیہ السلام کی نورانیت پردہ بن گئی۔ رب نے اس لیے نور فرمایا قدجاء كم من الله نور و كتب مبين یعنی اے مسلمانو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی۔ اس کی بحث آگے آئے گی۔ پانچویں صفت بیان ہوئی ہو بکل شیٔ علیم اور وہ محبوب علیہ السلام ہر چیز کو جاننے والے ہیں یعنی خالق کی ذات و صفات اور علوم ظاہر و باطن اور مخلوق کے اوّلین و آخرین کے سارے علم حضور علیہ السلام میں جمع ہیں اور مخلوق الٰہی میں فوق کل ذی علم علیم (ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم ہے) حضور ہی ہیں، جس آنکھ نے خالق عالم کو معراج میں دیکھا ہو مخلوق کس طرح اس سے چھپ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پی کروڑوں دُرود

صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

(شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، صفحہ ۱۷)

☆☆☆☆☆☆

وقت کے ابھرے ہوئے سوال کا جواب

از: پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

بہت سے حقیقت نا آشنا، متعصب اور نادان سوال کرتے ہیں کہ مسلمان جنگجو ہے اور اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔اور ہمارا کہنا یہ ہے کہ تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق محمدی سے پھیلا ہے۔

حضرات! آہنی تلوار سے سر قلم کیا جاتا ہے لیکن اخلاق کی تلوار سے دلوں کی دنیا فتح کی جاتی ہے۔ مصطفی کے ہاتھوں میں لوہے کی تلوار نہیں، بلکہ دلوں کی دنیا مسخر کرنے والی اخلاق کی تلوار تھی۔ جس کے سامنے آہنی تلوار کی دھار گوٹھل ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سیدنا عمر قبول اسلام سے پہلے چراغ نبوت کو گل کرنے ہی کے ارادے سے تو تلوار لے کر پہنچے تھے لیکن ابھی سیدنا عمر کی تلوار جنبش میں بھی نہ آئی تھی کہ اخلاق نبوت کی تلوار آگے بڑھ کر اپنا کام کر گئی۔ اور وہ تلوار جو پیغمبر کا خون چوسنے اور پینے کی غرض سے نیام سے باہر آچکی تھی وہ شرمسار ہو کر نیام کے اندر چلی گئی۔

دوستو! میں یہ ایک ذیلی بات کہہ گیا۔ کہنا یہ ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔آپ اس سلسلے میں اسلام کا سب سے پہلا غزوہ ملاحظہ فرمائیں اور وہ ہے غزوہ بدر۔آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے اس سے دریافت کیجئے کہ یہ جنگ کہاں ہوئی تھی تب آپ کو معلوم ہوگا کہ مدینہ سے قریب۔

حضرات: اس جنگ کا مدینے سے قریب ہونا خود اس کی دلیل ہے کہ کفار مکہ مدینے پر چڑھائی کی غرض سے آئے تھے، خون خرابہ، قتل وغارت اور لوٹ مار کے ارادے سے نکلے تھے کسی کا سہاگ لوٹنے اور بچوں کو یتیم بنانے کی نیت سے آئے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس جنگ کو مدینہ سے نہیں مکہ کے قریب ہونا چاہیے تھا۔تب یہی الزام لشکر اسلام پر آتا اور ایسا نہیں ہے۔

لہذا اب آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ تلوار چلانا جرم ہے چلتی تلوار روکنا جرم نہیں ہے کسی کے نشیمن میں آگ لگانا جرم ہے پانی کا چھڑکاؤ جرم نہیں۔ کسی ظالم وجابر کے مقابل اس کی مدافعت یہ تو ایک جمہوری و دستوری حق ہے جس پر نہ کبھی بندش لگائی گئی اور نہ کبھی پہرہ بیٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر غزوہ بدر میں تلوار چلی تو یہ قصور ان کا ہے جو مکہ سے سیکڑوں میل چل کے مدینہ پہنچے تھے۔

حیرت ہے! خطہ کس کی اور الزام کس کے سر؟

لہذا معلوم ہوا کہ مسلمان جنگ جو اور لڑاکا نہیں بلکہ وہ ایک جارح کے مقابل صرف اپنی مدافعت کرتا ہے ۔ لہذا پہل ان کی ہے ہماری نہیں۔ کسی کی پہل کے بعد اپنا دفاع کرنے والے کو جارح نہیں کہتے۔

اور یہ کہنا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یہ بھی سراسر غلط اور بہتان ہے۔ اس سلسلے میں سرکار کا پیغمبرانہ مزاج ملاحظہ فرمائیں:

سرکار صحابہ کو ہدایت فرماتے ہیں کہ وضو میں اتنا ہی پانی خرچ کیا جائے جس قدر پانی کی ضرورت ہو۔ ورنہ خدا کے یہاں اس کے ایک ایک بوند کا محاسبہ ہوگا حتی کہ الفاظ حدیث یہاں تک ہیں ولو کان علی شط

نھر جار یعنی اگرچہ دریا اور بہتی ندی کے کنارے ہی کیوں نہ وضو کرتے رہو۔

حضرات! یہاں پہنچ کر میں آپ کی توجہ کا طلب گار ہوں کہ اللہ کا ایک مخلص وپرہیز گار بندہ، اللہ کے حضور میں جانے کے لیے وضو کر رہا ہے تو اتنے نیک کام اور نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی میں اتنی سخت بندش لگا دی جارہی ہے کہ آخرت میں قطرے قطرے کا حساب دینا ہوگا تو پھر مجھے کہہ لینے دیجئے کہ جس پیغمبر کی نگاہ میں میں بہتے ہوئے دریا کے پانی کی ایک ایک قطرے کی اتنی قیمت ہو، تو آپ ہی بتائیں کہ پھر اس کی نظر میں انسانی خون کی کتنی قیمت ہوگی؟

بھلا وہ کب برداشت کر سکتا ہے کہ زمین پر خون ناحق گرایا جائے اے اللہ کے بندو! خدا کی دی ہوئی عقل سے کام لو۔

حضرات! اس فرمان نبوی سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جس نبی کی نگاہ میں پانی اتنا قیمتی ہو، اس کی نظر میں انسانی خون کا احترام کتنا اور کس قدر ہوگا؟

یہیں پر میں اس نکتہ کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسلام کی جنگ کافر سے نہیں کفر سے ہے۔ گویا ایک نظریہ سے، ایک فارمولے کا ایک فارمولے سے، ایک آئین ودستور کا دوسرے آئین وہ دستور سے جنگ ہے۔

گویا ظلمت نور سے متصادم ہے
جہل، علم کے مقابلے میں
صفت آرا ہے اور باطل نے حق کو دعوت رزم دیا ہے

باطل دوئی پسند ہے حق لازوال ہے
شرکت میانۂ حق وباطل نہ کر قبول۔

(خطبات نظامی، صفحہ ۱۲۷)

☆☆☆☆☆☆

مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو (قسط اول)

از: شہزادۂ مفتیِ جاورہ حضرت علامہ مولانا محمد نوری رضا صاحب قادری علیہ الرحمہ پیلی بھیتی

وہابیت و دیوبندیت کا ترقی یافتہ نیو فیشن مذہب مودودیت

بنام جدید - جماعت اسلامی

نوجواں! اے نوجواں!! اے امت خیر الوریٰ

ہوش میں آ! دیکھ تو!! کفر و ضلالت کی گھٹا

عقائد مودودی	عقائد اہلسنت
1) مودودیوں کا عقیدہ ہے کہ قضاو قدر پر ایمان کوئی ضروری نہیں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "میرے نزدیک مسئلہ قضاو قدر جزو ایمان نہیں ہے اور اس کی حیثیت ایک مسئلہ کی ہے۔" (رسالہ مسئلہ قضاءوقدر، صفحہ ۱۳)	1) اہلسنت کے نزدیک مسئلہ قضاءوقدر جزو ایمان ہے کیونکہ کلمہ میں داخل ہے۔ والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت میں ایمان لایا اس بات پر کہ خیر و شر کی تقدیر خدا کی جانب سے ہے اور ایمان لایا میں موت بعد کے اٹھنے پر" تقدیر سے انکار کرنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کا مجوس بتایا۔ (قرآن وحدیث)
2) مودودیوں کے نزدیک (فرشتے اور دیوی دیوتا ایک ہی ہیں) ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں "اسلامی اصطلاح میں جن کو فرشتہ کہتے ہیں، وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔ (تجدید احیاء دین، صفحہ ۱۴)	2) اہلسنت کے نزدیک فرشتے اجسام نوری ہیں وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہے وہ وہی کرتے ہیں جو اللہ حکم دیتا ہے۔ اس کے حکم کے خلاف قصداً سہواً خطاء کچھ نہیں کرتے (قرآن عظیم) مشرکین کے دیوی دیوتا ان کے بت اور معبود ہیں مشرکین ان کو پوجتے ہیں حکم قرآن کے مطابق مشرکین اور ان کے بت جہنم کے ایندھن ہیں (قرآن عظیم)

3) اہلسنت کے نزدیک انبیاء واولیاء وملائکہ خدا کے با اختیار بندے ہیں جیسے پانی برسانا، رزق پہنچانا، مادہ کی پیٹ میں نر یا مادہ بچہ بنانا، موت دینا، وغیرہ انبیاء کو معجزے دیے جیسے ناقۂ صالح، عصائے کلیم وید بیضا اور حضرت عیسی کو مردے زندہ کرنے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے کا اختیار دیا اور ہمارے حضور علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات بہت ہیں کرامات اولیاء جیسے مردے کو زندہ کرنا اندھے کو بینا کرنا وغیرہ حق ہیں یہ سب بے اختیار بے اخیار رعیت کیسے ہو سکتے ہیں کرامات اولیاء کا منکر گمراہ ہے۔	3) مودودی کے نزدیک فرشتے اور انبیاء واولیاء سب کے سب قطعی بے اختیار رعیت ہیں۔ ملاحظہ ہو "خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں خواہ وہ فرشتے ہو یا انبیاء اولیاء۔ (دستور جماعت اسلامی، صفحہ ٥)
4) اہلسنت کے نزدیک قرآن کی تفسیر حدیث ہے اور حدیث کی شرح فقہ ہے جو اس سے بے نیاز ہو گا وہ گمراہی بلکہ کفر وارتداد میں مبتلا ہو گا۔	4) مودودی فرقہ عام طور پر اسلامی مفکرین و محققین کے سرمایہ سے منکر ہے ملاحظہ ہو۔ اسلام میں ایک نشاۃ جدید کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین و محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ (تنقیحات، صفحہ ١٥)
5) عام طور پر سنت رسول کا ثبوت تو حدیثوں ہی سے ہو گا۔ حدیث کو چھوڑ کر سنت کیسے ثابت کی جا سکتی ہے حدیثوں کو چھوڑنا صراحتہ حکم قرآنی سے روگردانی ہے۔	5) مودودی کے نزدیک حدیثیں بیکار ہو گئیں ملاحظہ ہو "قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔" (تنقیحات، صفحہ ١٢٦)
6) اہلسنت کے نزدیک زکوۃ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ مگر اس کا روزہ، نماز وغیرہ دوسرے اعمال حسنہ درست اور شرعا صحیح ہیں۔	6) مودودی کے نزدیک زکوۃ نہ دینے والا کافر ہے۔ اور اس کا نماز روزہ حتی کہ کلمہ پڑھنا بھی بیکار ہے۔ ملاحظہ ہو "زکوۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بے کار ہیں۔ کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ (خطبات، صفحہ ١٢٧)

(مسلمانو! حق و باطل کو پہچانو قسط دوم، صفحہ ٤)

قادری پیغام سنی مسلمانوں کے نام

فرمان حضور سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں۔ دوجہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے۔اوراس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔

شریعت پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخت دین اسلام کا پھل ہے شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشی ہے خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد ۲۱، صفحہ ۵۳۷)

مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ